یه کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم هیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے هیں.

منجانب.

سبیلِ سکینه

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL

سیّد افسر عبّاس زیدی

اِنتساب

میں اپنی اِس کتاب کو لیفٹیننٹ جنرل
(ریٹائرڈ) سیّد ذاکر علی زیدی ڈائریکٹر جنرل
انسٹیٹیوٹ آف سٹریٹجیک اسلام آباد کے
نامِ نامی سے معنون کرنے کا شرف حاصل
کرتا ہوں۔ جن کی محبت میرے لیے
سرمایہ حیات ہے۔

اللہ کی امداد ابوطالبؑ ہیں   تائیدِ خدا دادِ ابوطالبؑ ہیں
ایمان میں ان کی محبت بے جا کیسی   ایمان کی بنیاد ابوطالبؑ ہیں

معترف قرآن کا ایک ایک سورہ ہو گیا
اہتمامِ ردِّ ہر اجماع و شوریٰ ہو گیا
حیدرِ صفدر ہوئے پیدا تو کعبے نے کہا
آج میرا مقصدِ تعمیر پورا ہو گیا

ادنیٰ سے بیاں رتبہ عالی نہیں ہوتا
مدّاح علیؑ کا کبھی غالی نہیں ہوتا
لفظوں سے ادا کیسے ہو تعریف علیؑ کی
کوزوں سے سمندر کبھی خالی نہیں ہوتا

کس کو پیاسا تو کسے چشمۂ جاری سمجھوں
سخت حیران ہوں کیا خالقِ باری سمجھوں
سامنے چہرۂ حیدر کے ہے فرقانِ کریم
کس کو قرآن بتاؤں کسے قاری سمجھوں

نمایاں دل کے احساسات کی تصویر کرتے ہیں
وفا کا نقش لوحِ سنگ پہ تحریر کرتے ہیں
امیر المومنیں ہوتا ہے بس وہ ایک خوش قسمت
زچہ خانے کو جس کے دو نبی تعمیر کرتے ہیں

حق کا حقیقتاً مجھے حامل بنا دیا
محفل میں وجہِ رونقِ محفل بنا دیا
پیدا ہوئے علیؑ تو یہ بولا خدا کا گھر
تو نے مجھے طواف کے قابل بنا دیا

قائل نہ صرف میرے قلم کا کُمیتؔ ہے
کہتا ہر ایک آج یہ دشمن سمیت ہے
خالق کا جو ولی تھا وہ کعبہ میں آگیا
اترا ہے بیت میں یہ کوئی اہلِ بیتؑ ہے

لفظ اور معنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن الفاظ اور مضامین کا اجتماع آب و آتش کا اجتماع ہے۔ بہت سے مضامین اتنے نازک مزاج ہوتے ہیں کہ غیر مناسب الفاظ کو برداشت بھی نہیں کر سکتے اور بہت سے الفاظ اتنے سست گام ہوتے ہیں کہ مضامین کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ لہٰذا کامیاب شاعری کی سب سے بڑی شرط ہی یہ ہے کہ نظم کئے جانے والے مضمون کے لئے مناسب ترین الفاظ کا انتخاب کیا جائے۔ مولانا افسر عباس زیدی عصرِ حاضر کے ان شاعروں میں ہیں جو اپنے مضامین کے لئے مناسب ترین الفاظ کا انتخاب بھی کرتے ہیں اور اپنے مصرعوں میں لفظوں کی نشست و برخواست کو اس طرح معین کرتے ہیں کہ ان کی مراد اور ان کی قدر و قیمت قاری تک خود بخود منتقل ہونے لگتی ہے۔ ان کے دو مختلف قطعات اس کی بہترین مثال ہیں۔

رک گیا رودلوِ اوصافِ جلی کہتے ہوئے
کیوں جھجکتا ہے دلی کو تو ولی کہتے ہوئے
جب اُسے مولائے کل تسلیم کرتا ہے تو پھر
موت کیوں آتی ہے تجھ کو یا علیؑ کہتے ہوئے

نگاہ جس کی وسیع و بلند ہوتی ہے
فقط اُسی کی طلب بہرہ مند ہوتی ہے
دلِ نجس میں سمائی کبھی نہ حُبِّ علیؑ
کہ یہ بہت ہی نفاست پسند ہوتی ہے

اچھا شعر لکھنے کی سب سے اہم شرط یہ ہے کہ وہ کیفیت جو شعر کہلواتی ہے وہ شعر میں منتقل ہو جائے۔ مشہور شعر ہے:

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
[illegible]

اگرچہ یہ شعر حافظ کے اچھے اشعار میں شمار ہوتا ہے لیکن اس میں کیفیت کا صریح اور آشکارہ اظہار نہیں ہے جبکہ میر کا یہ شعر کیفیت کی پوری عکاسی کرتا ہے۔

سراپا پہ جس جا نظر کیجئے
وہیں عمر ساری بسر کیجئے

مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں جہاں مضمون لطیف اور نادر ہو الفاظ اس مضمون کی ادائیگی کے لئے پوری طرح چوکس ہوں اور قاری تک وہ کیفیت بھی منتقل ہو رہی ہو جو شاعر پر خود شعر کہتے وقت طاری تھی اس شعر کے اچھے ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ مولانا افسر عباس زیدی کے جتنے قطعات کو مجھے مختلف اوقات میں سننے کی عزت حاصل ہوئی ہے ان میں بیشتر پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ اس کی بہترین مثال ان کا یہ قطعہ ہے۔

علاجِ رنج و محن لا الہ الا اللہ
سکونِ روح و بدن لا الہ الا اللہ
حسینؑ ابنِ علیؑ کے کرم سے قائم ہے
بنائے اشہدان لا الہ الا اللہ

بنائے لا الہ تو بہت سے فارسی اور اردو کے شعرا نے نظم کیا ہے لیکن پورا جملہ پوری خوبصورتی کے ساتھ اس قطعہ کے علاوہ کہیں نہیں ملتا۔

یوں تو شہروں میں ہر وہ بات ہوتی ہے جو ہونی چاہئے لیکن بعض شہر اپنی بعض خصوصیات کے سبب پہچانے جاتے ہیں اور وہی خصوصیت ان کی وجہ شہرت بن جاتی ہے۔ دہلی مرحوم زبان کا شہر تھا اور لاہور جذبوں کا شہر ہے۔ مولانا افسر عباس دہلی کے رہنے والے ہیں اور لاہور کے باشندے ہیں ان کی یہی جغرافیائی نسبتیں ان کی شاعری کی رمز ہیں۔ زبان اور جذبہ کے امتزاج سے جتنی بھرپور شاعری مولانا کے قطعات میں ملتی ہے وہ کم نظیر ہے۔

افسر عباس زیدی کا علمی اور ادبی پس منظر اس اعتبار سے بہت وقیع ہے کہ

مدحِ جنابِ رسالت مآبؐ

اُنہی کے نور سے روشن یہ چاند تارے ہیں
اُنہی کے واسطے یہ اہتمام سارے ہیں
کتاب و مصحف و عرش و سراج و لوح و قلم
یہ سب جمالِ محمدؐ کے استعارے ہیں

رہِ وفا کے نبی اولین سالک ہیں
خدائے پاک، کے محبوب مع ذالک ہیں
نہیں ہے چیز کوئی اُن کی مِلک سے باہر
ہر ایک شے کے بحکمِ خدا وہ مالک ہیں

جھلک ہے نورِ نبی کی فلک نشینوں میں
ہے اُن کا عکس عیاں اِن کی بھی جبینوں میں
نہیں ہیں صرف ستارے ہی فیض یاب اُن سے
یہ مہر و ماہ بھی ہیں اُن کے خوشہ چینوں میں

نور رکھا، روشنی رکھا کہ ہالہ رکھ دیا
تھی بلندی سے جو نسبت نام اعلیٰ رکھ دیا
درحقیقت مصطفیٰؐ کے جسم کا سایہ تھا وہ
نام جس کا اہلِ دنیا نے اجالا رکھ دیا

○

بے کار ہے سوال ہی اُن کے جواب کا
وہ ہیں مجسمہ کرمِ بے حساب کا
دنیائے ممکنات میں سب کچھ سہی مگر
ہمسر نہیں ہے کوئی رسالت مآبؐ کا

○

اُنہی کے صدقہ میں چشمے کرم کے جاری ہیں
اُنہی کا فیض ہے یہ برکتیں جو ساری ہیں
وہ قدسیانِ فلک ہوں کہ جن و اِنس و مَلک
درِ رسولِ خدا کے سبھی بھکاری ہیں

○

نبیؐ کے فیض سے دنیائے ممکنات بنی
غم و نشاط بنے موت اور حیات بنی
اُنہی کے صدقہ میں پیدا ہوئے ہیں جن و بشر
یہ سب اُنہی کا کرم ہے جو کائنات بنی

○

وہی تو منظرِ ہستی کو ہیں سنوارے ہوئے
اُنہی کے رخ پہ سے صدقہ ہیں یہ اتارے ہوئے
جمالِ نورِ محمدؐ کے خوشہ چیں ہیں تمام
یہ کہکشاں ہوئی، سورج ہوا، ستارے ہوئے

○

جو عکسِ رخ تھا اُسے آفتاب کہتے ہیں
وہ خاکِ پا ہے جسے ماہتاب کہتے ہیں
ہے ایک قطرہ پسینے کا وہ محمدؐ کے
جسے ہم اپنی زباں میں گلاب کہتے ہیں

○

نگاہِ اہلِ خرد میں وہ ارجمند ہوا
جو اُن کا ہو گیا حق کو وہی پسند ہوا
محمدؐ عربی کے حضور اے افسرؔ
جھکا جو جتنا وہ اتنا ہی سربلند ہوا

حق کی نظر میں اُن کی اہم لاج ہو گئی
اور حیثیت بلند بہت آج ہو گئی
جو لفظ صَرف ہو گئے مدحِ حضورؐ میں
سچ پوچھئے تو ان کو بھی معراج ہو گئی

ذات جس کی وجہِ خلقِ عالمِ ایجاد ہو
جس کے صدقہ میں جہانِ کن فکاں آباد ہو
اُس کو یہ جبریل کیا آکر پڑھائے گا سبق
جس کے شاگردوں میں خود جبریل کا استاد ہو

کبھی امام کبھی وہ رسولؐ ہوتا ہے
پیام حق کا اُسی سے وصول ہوتا ہے
بشر کی شکل میں آتا ہے آسمان سے وہ
کلامِ پاک کا یوں بھی نزول ہوتا ہے

سرکار کا جہان میں ہمسر نہیں کوئی
ہم پایہِ برادرِ حیدر نہیں کوئی
سچ تو یہ ہے کہ کار گہہِ کائنات میں
رتبہ میں مصطفیٰؐ کے برابر نہیں کوئی

دل پر تیرے انوار کی بارش ہو جائے
خاصانِ الٰہی کی نوازش ہو جائے
آغوش میں لے لے تجھے خود رحمتِ حق
حاصل جو محمدؐ کی سفارش ہو جائے

پائے مولائے جہاں حق کی قسم چومے ہیں
قدمِ حضرتِ سلطانِ امم چومے ہیں
فخریہ کہتی ہوئی منزلِ معراج آئی
میں نے سرکارِ دو عالم کے قدم چومے ہیں

جس کے ساحل کا کسی رخ سے اشارہ نہ ملے
ختم ہوتا ہوا اُس کا کہیں دھارا نہ ملے
ذاتِ پیغمبرِ اسلام ہے وہ بحرِ علوم
عقلِ انساں کو کہیں جس کا کنارہ نہ ملے

چشمِ ایماں کو محمدؐ یہ دکھا دیتے ہیں
اپنے قدموں کے تصرّف کا پتہ دیتے ہیں
عرش ہی کو وہ بناتے نہیں بس فرش اپنا
فرش پہ چل کے اسے عرش بنا دیتے ہیں

آپ کے عرفان ہی کا حق پسندی نام ہے
ہوش مندی، ارجمندی، عقلمندی نام ہے
وہ جگہ کہلائی پستی جو رہی قدموں سے دور
اور جہاں پہنچے حضور، اس کا بلندی نام ہے

یہ بات کہنے سب اہلِ نوشت و خواند لگے
کہ اِس کے سامنے سارے چراغ ماند لگے
بنا گئی اسے پرنور خاکِ پائے نبی
کرم ہے اُن کا جو سورج کو چار چاند لگے

شانِ خرامِ ناز دکھاتے چلے گئے
تابانیوں کو اُن کی بڑھاتے چلے گئے
قدموں سے اپنے منزلِ معراج میں رسول
تاروں کو چار چاند لگاتے چلے گئے

کب ذاتِ محمدؐ کی بلند آج ہوئی ہے
یہ روزِ ازل دہر کی سرتاج ہوئی ہے
سچ پوچھیے تو چوم کر اُن کے قدمِ پاک
خود منزلِ معراج کو معراج ہوئی ہے

مدحِ حضرت علیؑ

اگرچہ اُس سے تجھے بغض ہے کدورت ہے
مگر وہ دین کی سب سے اہم ضرورت ہے
ہے اُس کے رخ کی زیارت عبادتِ خالق
خبر ہے کچھ کہ علیؑ کتنا خوبصورت ہے

نہ دیکھا تو نے کہ اُس سے تجھے کدورت ہے
وگرنہ وہ تو عیاں آئینے کی صورت ہے
علیؑ کے حقِ خلافت کو ماننے کے لئے
ذرا سے جذبۂ انصاف کی ضرورت ہے

مختلف اجزا نہیں پورا شمارہ پڑھ لیا
نقطہ نقطہ‘ سورہ سورہ‘ پارہ پارہ‘ پڑھ لیا
چہرۂ حیدرؑ تو کیا آیا نظر یوں جانئے
دم زدن میں آپ نے قرآن سارا پڑھ لیا

دل اِن کا مقابل کی طرف بڑھتا تھا
اور جوش عقیدت کا اُسے چڑھتا تھا
جب سامنے آتا تھا علیؑ کے قرآن
معلوم نہیں کون کسے پڑھتا تھا

ایک تو ہے مصحفِ حق جو سراپا ہوش ہے
دوسرا انساں ہے جو مصحف سے ہم آغوش ہے
ہے کلامِ پاک اور حیدر میں بس اتنا سا فرق
ایک ہے قرآنِ ناطق دوسرا خاموش ہے

تجھے بھی پھر شعورِ جذبۂ انصاف ہو جائے
تیرا دل بھی مثالِ آئینہ شفاف ہو جائے
علیؑ کے عشق سے چھٹتے ہیں بادل بت پرستی کے
نکل آئے جو یہ سورج تو مطلع صاف ہو جائے

اِس آئینے میں شفاف نظر آتا ہے
رخ حقیقت کا بت صاف نظر آتا ہے
خود پیمبر جسے فرمائیں وہی ہے نائب
اک یہی پہلوئے انصاف نظر آتا ہے

مئے نفاق سے جو شخص مست ہوتا ہے
بلند بھی نظر آئے تو پست ہوتا ہے
علیؓ کے غیر کو دیکھے جو چشمِ الفت سے
وہ حق پرست نہیں بت پرست ہوتا ہے

سر وہ نغماتِ مودۃ پہ نہیں دُھن سکتا
اور گل ہائے کمالات نہیں چُن سکتا
ہے منافق کی یہ پہچان کہ ٹھنڈے دل سے
میرے مولا کی وہ تعریف نہیں سُن سکتا

تبلیغ کے شعبے میں سبکدوش رہا ہے
تنہا سببِ تکملۂ ہوش رہا ہے
پر لائے کہاں سے وہ لب و لہجۂ حیدر
قرآن بھی کچھ سوچ کے خاموش رہا ہے

دستِ حق سے مئے عرفاں کا سبو لیتا ہوں
لذّتِ مے کدۂ عالمِ ھُو لیتا ہوں
جب میرے سامنے ہو نقشِ کفِ پائے علیؓ
فرش پہ بیٹھ کے میں عرش کو چھو لیتا ہوں

فضائے گلشنِ جنت کی سیر چاہتا ہے
اور احترامِ علیؓ کے بغیر چاہتا ہے
علاج کرلے کچھ اس اپنی شر پسندی کا
بروزِ حشر اگر اپنی خیر چاہتا ہے

صہبا ہے کسی بزم کی، پیمانہ کہیں کا
سرخی ہے کہیں اور کی، افسانہ کہیں کا
حیدر کا محب اور فدائے رخِ اغیار
پھر بنتا بھی ہشیار ہے، دیوانہ کہیں کا

با وصفِ کمالِ ہمہ دانی نہیں آتے
ذہنوں میں مفاہیم نہانی نہیں آتے
حق مدحتِ حیدر کا ادا ہو بھی تو کیونکر
الفاظ کے قابو میں معانی نہیں آتے

منفردِ صاحبِ توقیر کسے کہتے ہیں
حاملِ قدرتِ تحریر کسے کہتے ہیں
لکھ کے محشر میں جو پروانۂ جنت دے دے
اور پھر کاتبِ تقدیر کسے کہتے ہیں

زباں سے نامِ علیؑ بالعموم لیتا ہوں
سکون میں سرِ بابِ علوم لیتا ہوں
خیال جب بھی مجھے مرتضیٰ کا آتا ہے
نجف کی خاک تصور میں چوم لیتا ہوں

میں رسمِ مہر و محبت کو عام کر دوں گا
تمام اہلِ جفا کو تمام کر دوں گا
علیؑ علیؑ کی صدائے جلال سے اکثر
مقصرین کا جینا حرام کر دوں گا

جاں بلب، کیف بہ دل، فرق بکف، جاتا ہوں
اک نئی شان سے مولاؑ کی طرف جاتا ہوں
لوگ سُنتا ہوں مہینوں میں پہنچتے ہیں وہاں
میں تو ہر سانس میں سو بار نجف جاتا ہوں

شہرِ یثرب سے بعد عزّ و شرف جاتا ہے
کربلا ہوتا ہوا سوئے نجف جاتا ہے
بند آنکھیں کیے تو اِس پہ چلا جا اے دوست
ہاں یہی راستہ جنت کی طرف جاتا ہے

اُنہی کے حکم سے نبضِ حیات چلتی ہے
اُنہی کے گرد کرم کی برات چلتی ہے
وہ جس کو چاہتے ہیں اذنِ خلد دیتے ہیں
وہاں بھی میرے ہی مولاؑ کی بات چلتی ہے

جو راز آشکار ہوا اِنَّمَا کے بعد
سمجھا ہوں میں تصرّفِ فکرِ رسا کے بعد
اللہ اور علیؑ میں بس اتنا سا فرق ہے
وہ مصطفیٰؐ سے پہلے ہے یہ مصطفیٰؐ کے بعد

بلند اپنا جہاں میں مقام کرتا جا
زمیں پہ رہ کے فلک پر خرام کرتا جا
درود پڑھ کے تصوّر میں لا فضائے نجف
پھر اُس کو جھک کے ادب سے سلام کرتا جا

تن میں ہے جتنا زور وہ سارا لگائیے
اور ساتھیوں کو کر کے اشارہ لگائیے
پھر بار بار مردِ مقصّر کے سامنے
مولا علیؑ کے نام کا نعرہ لگائیے

لے کے جو بغضِ شہنشاہِ نجف جاتا ہے
ہو کے دنیا سے وہ محرومِ شرف جاتا ہے
اُس کی منزل کے تعیّن میں تذبذب کیسا
صاف ظاہر ہے جہنم کی طرف جاتا ہے

مدحِ آلِ محمدؐ

باطل اگر ہے آپ کو مرغوب جایئے
بن کر جہاں سے بندۂ معتوب جایئے
مت بیٹھئے سفینۂ آلِ رسولؐ میں
ہے ڈوبنے کا شوق تو پھر ڈوب جایئے

جو کام آئے ہر اک منزل پہ وہ سوغات ملتی ہے
بِلا چون و چرا، شام و سحر، دن رات ملتی ہے
درِ آلِ محمدؐ سے بصد لطف و کرم افسرؔ
زمانے کو شعورِ خیر کی خیرات ملتی ہے

حق کے معیار پہ جو فرد تھا پورا اترا
برخلافِ روشِ ملّتِ شوریٰ اترا
مدحتِ پنجتنِ پاک میں جب تو افسرؔ
عرش سے لے کے مَلک دَھر کا سورہ اترا

ادا فریضۂ خدمت بہ شوق و ذوق کریں
پسند دل سے اطاعت کا اُن کی طوق کریں
وہ اہلِ بیتِ محمدؐ ہیں صرف اے افسرؔ
ملائکہ جنہیں جھک کر سلام شوق کریں

نجف میں بیٹھ جا کہ مدینے میں بیٹھ جا
شوقِ نجات لے کے تو سینے میں بیٹھ جا
بچنا ہے گر تلاطمِ میدانِ حشر سے
آلِ رسولِ حق کے سفینے میں بیٹھ جا

آل کا جس کے لئے آج بہم سایہ ہے
کل اُسی کے لئے خالق کا کرم سایہ ہے
جس پہ سایہ ہے یہاں آلِ عبا کا افسرؔ
انبیا کا وُہی فردوس میں ہمسایہ ہے

اُنہی کے زیرِ نگیں ہر دیار لگتا ہے
وہ اِن کا عہد ہے جو استوار لگتا ہے
بچائیں گے تجھے طوفاں سے اہلِ بیتِ رسول
اِنہی کا ہے وہ سفینہ جو پار لگتا ہے

وہ دُور کر کے سب اپنے عیوب جاتا ہے
کہ سُوئے منزلِ فتحِ قلوب جاتا ہے
اُسی کی ناؤ تو لگتی ہے جا کے ساحل پر
جو عشقِ آلِ محمدؐ میں ڈوب جاتا ہے

نجس اذہان کی کچھ ہمت افزائی نہیں ہوتی
برائے منکرِ حق بزم آرائی نہیں ہوتی
درِ آلِ محمدؐ پر جلی حرفوں میں لکھا ہے
یہاں ناپاک ذہنوں کی پذیرائی نہیں ہوتی

حق شناسانِ درِ خاصہِ باری نکلے
اپنے احوال پہ کرتے ہوئے زاری نکلے
جن کو سب لوگ سمجھتے تھے فرشتے افسر
وہ درِ آلِ محمدؐ کے بھکاری نکلے

اُس کو روشِ حق کسی پہلو نہیں آتی
انصاف کی ہاتھ اس کے ترازو نہیں آتی
جو داخلِ گلزارِ مودۃ نہیں ہوتا
اُس شخص سے ایمان کی خوشبو نہیں آتی

ثنا میں ان کی مکمل جو بیت ہو جائے
نثار خلد مشیّت سمیت ہو جائے
بلائیں لے ترے رخ کی جہانِ عمرِ ابد
جو تو فدائے غمِ اہلِ بیت ہو جائے

اُس شخص سے حق ناخوش و آزردہ ہے
قانونِ خدا اُس کا ستم خوردہ ہے
کرتا نہیں جو آلِ محمدؐ سے وفا
زندہ بھی نظر آئے تو وہ مردہ ہے

نہ صرف ذہن سے رفعِ شکوک کرتے ہیں
عطا گدا کو شکوہِ ملوک کرتے ہیں
ہیں اہلِ بیت وہ محسن جو دشمنوں تک سے
خود اُن کے ظرف سے بڑھ کر سلوک کرتے ہیں

مت جھوٹے رہبروں کا قبیلہ بنایئے
اک مرکزِ صفاتِ جمیلہ بنایئے
دربارِ کبریا میں رسائی کا گر ہے شوق
آلِ نبی کو اپنا وسیلہ بنایئے

تفقِ جہانِ ہمہ دانی نہیں ملتے
قرآن کے اسرارِ نہانی نہیں ملتے
جو آلِ محمدؐ سے گریزاں رہیں اُن کو
الفاظ تو ملتے ہیں معانی نہیں ملتے

گروہِ اہلِ حق میں ہو کے وہ محسوب جاتا ہے
جہاں سے بن کے حق کا بندۂ محبوب جاتا ہے
یہ بحرِ بے کنارِ عشقِ اہلِ بیت ہے افسر
وہی بس پار لگتا ہے جو اِس میں ڈوب جاتا ہے

آدمی کے پاس چاندی ہو نہ سونا چاہیے
اور نہ سونے کے لئے اُس کو بچھونا چاہیے
زندگی کے مرحلہ میں ساتھ ہو کچھ یا نہ ہو
ہاتھ میں دامانِ اہلِ بیت ہونا چاہیے

خدا شناس جو ہو وہ دماغ ملتا ہے
ہر ایک گام پہ روشن چراغ ملتا ہے
ہیں اہلِ بیتِ محمدؐ ہی رہنمائے جہاں
اُنہی سے منزلِ حق کا سراغ ملتا ہے

انوار نہ ہوتے خس و خاشاک نہ ہوتے
ہوتی نہ زمیں اور یہ افلاک نہ ہوتے
ملتے نہ کہیں شش جہتِ عالمِ امکاں
دنیا میں اگر پنجتنِ پاک نہ ہوتے

جو ساتھ دے پیہم وہ خزینہ نہ ملے گا
لطف و کرم شاہِ مدینہ نہ ملے گا
کشتی سے نہ کر آلِ محمدؐ کی کنارہ
پھر تجھ کو کوئی ایسا سفینہ نہ ملے گا

بشر کی مغفرت کا اُس میں پوشیدہ اشارہ ہے
وہ بخشش کا بہت مضبوط و مستحکم سہارہ ہے
جو اہلِ بیتِ احمد ہیں وہ ہیں اک ایسی کشتی جو
سفینہ کا سفینہ ہے کنارے کا کنارہ ہے

علوم جس طرح محفوظ ہیں مدینہ میں
جواہرات ہیں سارے اِسی خزینہ میں
سوارِ کشتیِ آلِ نبی نہیں ہم ہی
جنابِ نوحؑ بھی ہیں خود اِسی سفینے میں

حریمِ قربتِ پروردگار میں پہنچا
نبی تو سارے جہاں اُس دیار میں پہنچا
نصیب جس کو ہوا قربِ اہلِ بیتِ نبی
وہی تو رحمتِ حق کے جوار میں پہنچا

پُر سکوں یہ روشِ گردشِ حالات کہاں
یہ تیقن کی فضائیں یہ عنایات کہاں
یوں تو اِس بحرِ جہاں میں ہیں سفینے لاکھوں
کشتیِ آلِ محمدؐ کی مگر بات کہاں

سر جھکائے درِ آل پہ آیئے
نعمتِ خُلد معبود سے پایئے
اور منظور گر یہ نہیں ہے تو پھر
آپ دوزخ میں تشریف لے جایئے

نعمت ہو جس میں کوئی یہ وہ مائدہ نہیں
اِس میں کوئی اصول نہیں قاعدہ نہیں
بے حُبِّ اہلِ بیت جہاں میں تمام عمر
پڑھتے رہو نماز کوئی فائدہ نہیں

زمیں پہ عرش سے پیغامِ کردگار اُترا
علوم و حکمت و دانش کا شاہکار اُترا
کلامِ حق کی ہیں تجسیم چودہ معصومینؑ
اب آپ سوچ لیں قرآن کتنی بار اُترا

نصیب اَزل سے رہے منزلت جلیلہ ہے
جدا تمام زمانہ سے یہ قبیلہ ہے
جو دم زدن میں ملا دے خدا سے بندہ کو
نبی کی آل ہی وہ منفرد وسیلہ ہے

کبھی یثرب تو کبھی کرب و بلا پہنچا ہوں
اور کبھی نزدِ درِ عقدہ کُشا پہنچا ہوں
الفتِ آل کے جادے پہ چلا ہوں جب بھی
دم زدن میں درِ فردوس پہ جا پہنچا ہوں

سخن بنا ہے تو اہلِ سُخن کے صدقے میں
چمن کھِلا ہے بہارِ چمن کے صدقے میں
ہے ایک یہ بھی تو سرکارِ دو جہاں کی حدیث
کہ شش جہات بنے پنجتن کے صدقے میں

خود میں بھی صفت کوئی جمیلہ نہیں رکھتا
اور جس کی ہو بخشش وہ قبیلہ نہیں رکھتا
محروم رہے گا چمنِ خلدِ بریں سے
جو آلِ محمدؐ کا وسیلہ نہیں رکھتا

وہ بزمِ اہلِ خرد کا جلیس ہوتا ہے
عقیدہ اُس کا نہایت نفیس ہوتا ہے
ولائے آل کی دولت ملے جسے وہ شخص
غریب ہوتے ہوئے بھی رئیس ہوتا ہے

بفیضِ پنجتنِ پاک و اہلِ بیت ملے
رضائے خالقِ ارض و سما سمیت ملے
جو مدحِ آلِ محمدؐ میں تو کہے اشعار
ہر ایک بیت پہ جنت میں تجھ کو بیت ملے

یوں حاملِ صفاتِ جمیلہ نہیں کوئی
اتنا بلند بام قبیلہ نہیں کوئی
خالق کی معرفت کے لئے اِس جہان میں
جز اہلِ بیت پاک وسیلہ نہیں کوئی

ہر دل کے لئے جلوہ نمائی نہیں ہوتی
ہر شیشے کی قسمت میں صفائی نہیں ہوتی
یہ بارگہِ معرفتِ آلِ نبی ہے
یاں ہر کس و ناکس کی رسائی نہیں ہوتی

پنہاں اسی میں خیر کی کل کائنات ہے
یعنی ہزار باتوں کی یہ ایک بات ہے
دامانِ آلِ احمدؐ مختار تھام [illegible]
جس راہ پر چلو وہی راہِ نجات ہے

جبیں کا اُس کی نوشتہ دکھائی [illegible] ہے
تو جبرئیل سے رشتہ دکھائی [illegible] ہے
جو اہلِ بیتِ محمدؐ کا خا[illegible] [illegible]
مجھے وہ شخص فرشتہ دکھائی [illegible] ہے

ہوں قدم اُن کے جہاں اُس [illegible]
بات یہ اہلِ سماوات [illegible]
عام خدام جو ہیں آلِ [illegible]
خادمِ خاص جو ہیں ان کو [illegible]

خم سرِ تسلیم پیشِ حکمِ داور کر دیا
اور خود کو ہمسرِ خورشیدِ خاور کر دیا
کیسا وہ بالغ نظر ہے جس نے اہلِ بیتؑ کی
رشکِ قرآں صورتوں پہ دل نچھاور کر دیا

جو تیری موت ہے وہ بھی حیات بن جائے
تو مستحقِ فلاح و نجات بن جائے
جو کر لے حفظ تو قرآنِ عشقِ آلِ نبی
بگڑ چکی ہے جو تیری وہ بات بن جائے

جو کیا ہے ظاہری اسلام نے، آجائے گا
ہر منافق کا گریباں تھامنے آجائے گا
جس نے چھپ کر بھی کیا ہے آلِ احمد پر ستم
وہ بروزِ حشر کھل کر سامنے آجائے گا

جو ہے عزیز وہی شے وصول کرتا ہے
عمل مطابقِ روحِ اصول کرتا ہے
جو عشقِ آلِ محمدؐ میں ڈوب کر ہوں ادا
خدا بس ایسی نمازیں قبول کرتا ہے

جو مرتضوی اور حسینی حسنی ہے
اِس بزمِ جہاں میں وہی قسمت کا دھنی ہے
بارہ ہیں امام اُس کے تو معصوم ہیں چودہ
پھر اس پہ یہ خوبی ہے کہ وہ پنجتنی ہے

سدا مرغوب جس کو عقل کا بطلان ہوتا ہے
وہی تو دشمنِ پیغمبرِ ذی شان ہوتا ہے
کبھی آلِ محمدؐ سے محبت کر نہیں سکتا
کہ وہ منجملۂ ذُریّتِ شیطان ہوتا ہے

جو حقیقت پر ہو مبنی وہ کہانی چاہیے
ختم جو ہرگز نہ ہو وہ زندگانی چاہیے
عمر اپنی عشقِ اہلِ بیت میں کیجے بسر
آپ کو گر زندگیِ جاودانی چاہیے

مدحِ امامت و حسنینؑ

جو حقیقت پر ہو مبنی وہ کہانی چاہیے
ختم جو ہرگز نہ ہو وہ زندگانی چاہیے
عمر اپنی عشقِ آلِ بیت میں کیجے بسر
آپ کو گر زندگیِ جاودانی چاہیے

مدحِ امامت و حسنینؑ

وہ جس کا درِ علم پہ ڈیرا نہیں ہوتا
دُور اُس کے مقدّر کا اندھیرا نہیں ہوتا
جس پر نہ پڑیں مہرِ امامت کی شعاعیں
اُس ذہن کی قسمت میں سویرا نہیں ہوتا

گردش میں مئے عشق کے پیمانے رہیں گے
لب پر طلبِ حسن کے افسانے رہیں گے
ہو لاکھ کوئی شمعِ امامت کا مخالف
پروانے تو پروانے ہیں پروانے رہیں گے

خدا کا شکر میرے لب پہ اقرارِ امامت ہے
اِس اقرارِ امامت سے مرا ایماں سلامت ہے
سُبک اِس کو سمجھتے ہیں بہت افراد' حالانکہ
یہ انساں کے صحیح الفکر ہونے کی علامت ہے

ہر ایک مرکزِ ادراک و استفادہ ہے
جمالِ ذوق کا پیکر ہے نور زادہ ہے
حسنؑ حسینؑ ہی جیسے ہیں اِس میں سارے امام
حُسین کتنا امامت کا خانوادہ ہے

بصد یقین و بلا شک و ریب جانتا ہے
ہر ایک چیز کا وہ حُسن و عیب جانتا ہے
امام کھولے نہ کیوں کائنات کے اَسرار
خدا کے فضل سے وہ عِلم غیب جانتا ہے

ممنون ہیں فروع بھی اُس کے اصول بھی
روحیں بھی فیض یاب ہوئی ہیں عقول بھی
میرا ہر ایک امام زمانے میں علم کا
گلزار بھی ہے، شاخ بھی، خوشبو بھی، پھول بھی

جسمِ ناری جو ہے اک طرح سے نوری ہو جائے
اور پھر خوبیِ انجام ضروری ہو جائے
تو اگر خلد کے شہزادوں کا بن جائے غلام
مغفرت کی جو تمنّا ہے وہ پوری ہو جائے

فرزند منفرد ہیں علیؑ و بتولؑ کے
ہیں پاسباں نظامِ فروع و اصول کے
اِک کردگارِ امن ہے اک داورِ جہاد
معجز نما ہیں دونوں نواسے رسولؐ کے

پسند دشتِ جہالت کی دھول فرمائیں
جناب شوق سے خونِ اصول فرمائیں
نہیں ہے عشق جو جنت کے شاہ زادوں سے
تو پھر عذابِ جہنم قبول فرمائیں

اِن جیسی نہیں ہے کسی انسان کی صورت
بے مثل ہیں یہ سورۂ رحمٰن کی صورت
زہراؑ کے کسی چاند کا کر لیجئے دیدار
دیکھی نہ ہو گر آپ نے قرآن کی صورت

جو بھی تھے ازروئے دنیا پیارے پیارے واسطے
اُن کی خاطر رَد کئے ہم نے وہ سارے واسطے
صدقِ دل سے کی اِرم کے شاہ زادوں سے وفا
ہم ہیں جنت کے لئے جنت ہمارے واسطے

ناز بردارِ امامین نظر آتے ہیں
عبدِ شہزادیِ کونین نظر آتے ہیں
لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب ہیں فرشتے اکثر
مجھ کو تو خادمِ حسنین نظر آتے ہیں

ہیں اِن کے دونوں پسر دو جہاں کی زینت و زین
بہارِ علم کے پیکر ہیں مثلِ شاہِ حُنین
کتاب عرش سے زہراؑ کی گود میں اُتری
کبھی بصورتِ شبّرؑ کبھی بشکلِ حسینؑ

چونکہ تھی پیشِ نظر حق کی حمایت' اُتری
اور دکھلاتی ہوئی راہِ ہدایت اتری
ہیں وہ بس احمدؐ و زہراؑ و علیؑ و حسنینؑ
جن کی تعریف میں تطہیر کی آیت اتری

تمئیز کر کے خوبی و زشتی میں' بیٹھ جا
پہلوئے رہروانِ بہشتی میں بیٹھ جا
ایسا نہ ہو کہ گھیر لے طوفاں کوئی تجھے
جلدی سے اہلِ بیت کی کشتی میں بیٹھ جا

مدحِ امامِ حسنؑ

تابندہ ہے بہت جو امامت حسنؑ کی ہے
دینِ خدا پہ خاص عنایت حسنؑ کی ہے
تمہید کربلا کی کریں گے یہ استوار
پہلے حسینؑ سے بھی ضرورت حسنؑ کی ہے

جلی کچھ اور محمدؐ کا نور فرمایا
خدا نے سارے اندھیرے کو دور فرمایا
تھیں جتنی ظلمتیں کافور ہو گئیں فوراً
حسنؑ کے نور نے جس دم ظہور فرمایا

بن کے دنیا میں نمائندۂ ایزد آیا
خود اَب و جد نے کہا فخرِ اَب و جد آیا
اُس کو خالق سے ملی صورتِ زیبائے حسنؑ
شکلِ انسان میں جب خُلقِ محمدؐ آیا

گرچہ اندازِ حیات اُس کا بہت سادہ ہے
صورت ایسی ہے کہ اللہ بھی دل دادہ ہے
آپ کو فاطمہ زہراؑ یہ مبارک ہو کہ آج
آپ کی گود میں کونین کا شہزادہ ہے

ہموار راستہ جو کیا انقلاب کا
باعث بنی تحفظِ اُمّ الکتاب کا
تاریخ جس کو دیتی ہے صلحِ حسنؑ کا نام
دیباچہ ہے وہ کرب و بلا کی کتاب کا

حق کے چراغ کا تری آنکھوں میں نور ہو
تحقیق کے تقاضوں پہ حاصل عبور ہو
یہ سب صفات ہوں تو تجھے جا کے پھر کہیں
شخصیتِ حسنؑ کا مکمل شعور ہو

دشمنِ جاں سے بھی یہ صلح پہ آمادہ ہے
پیکرِ ضبط ہے اور صبر کا دلدادہ ہے
منفرد کیوں نہ ہو شانِ حسنؑ سبز قبا
یہ امام ایسا ہے جو امن کا شہزادہ ہے

مدحِ امامِ حسینؑ

ہمدرد اُس کا کوئی فرشتہ نہیں رہا
بخشش کا اُس کے حق میں نوشتہ نہیں رہا
مربوط ہو کے رہ گیا وہ اہلِ نار سے
جس کا غمِ حسینؑ سے رشتہ نہیں رہا

وہ بے جواز نہیں با جواز پڑھتی ہے
بہ اتباعِ رسولِ حجاز پڑھتی ہے
وضو جو کرتی ہے اشکِ عزا سے اے افسر
وہ آنکھ ہی تو وفا کی نماز پڑھتی ہے

زور جلّاد کا کچھ بھی نہ چلا کاٹ دیا
سرِ دشمن کو سرِ دشتِ بلا کاٹ دیا
صبرِ شبیر نے دی ظلم کو اعدا کے شکست
یعنی مقتول نے قاتل کا گلا کاٹ دیا

وردِ زباں ہے صلِّ علیٰ جا رہا ہوں میں
سوئے دیارِ کرب و بلا جا رہا ہوں میں
کیفیتِ سفر سے مسلسل ہے واسطہ
بیٹھا ہوا ہوں پھر بھی چلا جا رہا ہوں میں

جو پڑ چکے ہیں جگر میں وہ داغ روشن کر
لگا لے نور سے لَو اور دماغ روشن کر
اگر لحد کے اندھیرے کا خوف ہے تجھ کو
غمِ حسینؑ کا دل میں چراغ روشن کر

جب تا بہ زباں نامِ حسینؑ آتا ہے
ہمراہ لئے شیون و شین آتا ہے
میں تذکرہِ شاہِ شہیداں سن کر
بے چین جو ہوتا ہوں تو چین آتا ہے

نگہِ حق میں ترا مرتبہ اعلیٰ ہو جائے
اور حوالے ترے جنت کا قبالہ ہو جائے
ہو اگر خاکِ شفا پر ترا کامل ایماں
تیری بیماری کا دم بھر میں ازالہ ہو جائے

معلوم بھی ہے تجھ کو کہ کیا چاہتا ہے تو
پیمانۂ شرابِ بقا چاہتا ہے تو
دل میں بسا لے مالکِ خاکِ شفا کا درد
گر واقعی مرض سے شفا چاہتا ہے تو

اُس کی نظروں میں بُری بزمِ عزا ہوتی ہے
یہ وہ خدمت ہے جو محرومِ جزا ہوتی ہے
وہی بن جاتا ہے شہزادہِ جنت کا عدو
جس کی قسمت میں جہنم کی سزا ہوتی ہے

وہی فدائے فروع و اصول ہوتا ہے
اُسے مقامِ شہادت قبول ہوتا ہے
اُسی کو سچی مسرت ملی ہے دنیا میں
غمِ حسینؑ میں جو دل ملول ہوتا ہے

چین سے لمحہ کہاں کوئی بھلا کٹتا ہے
ہو کے محصورِ بیابانِ بلا کٹتا ہے
ہے بہت پیرویِ شاہِ شہیداں مشکل
اس میں ہر گام پہ خنجر سے گلا کٹتا ہے

بصد خلوص و بصد امتیاز اٹھاتے تھے
بہ پشتِ خویش میانِ نماز اٹھاتے تھے
مٹا کے خود کو بچایا خدا کا اُس نے دیں
جبھی تو نانا نواسے کے ناز اٹھاتے تھے

کر کے نظر انداز بُرا اور بھلا جا
خواہش جو نہیں دل میں تو مت کرب و بلا جا
تو شوق سے اغیار کی بستی میں قدم رکھ
جانا ہے اگر تجھ کو جہنم میں چلا جا

یہ جو بہارِ گلشنِ دینِ رسولؐ ہے
اور آب و رنگِ باغِ فروع و اصول ہے
انصاف کی نگاہ سے دیکھے اگر کوئی
یہ سب حسینؑ پاک کے قدموں کی دُھول ہے

یہ جو الہیات کے چہرہ پہ نور ہے
اور معرفت کی بزم میں کیف و سُرور ہے
قرآنِ پاک و سیّدِ لولاک کی قسم
یہ کربلا کے نور کا سارا ظہور ہے

ایماندار ایسا کہ ایماں نواز ہے
خود حق ہے اور حق کے لئے کار ساز ہے
اُس کو فقط نمازی سمجھنا نہیں درست
شبیرِ پاک باز مجسّم نماز ہے

لے کے جو بغضِ شہ کرب و بلا جاتا ہے
اک بُرے رخ کو سمجھ کر وہ بھلا جاتا ہے
کج روی چونکہ دکھاتا ہے سرِ راہِ حیات
اس لئے سیدھا جہنم میں چلا جاتا ہے

دفعتاً خالی میں آنکھوں کے سبو کرتا ہوں
پیش خونابۂ رگہائے گلو کرتا ہوں
بعد میں پڑھتا ہوں میں مدحتِ حیدر کی نماز
پہلے اشکِ غمِ سَرور سے وضو کرتا

اس بات پہ نہ صرف میرا اعتقاد ہے
بلکہ یہ قولِ واضحِ ربّ العباد ہے
اسلام جس کو کہتا ہے باغِ بہشت وہ
شبیر کی خریدی ہوئی جائیداد ہے

جو بطنِ معانی تھا وہ پیدا نہیں ہوتا
اور طالبِ حق اُس پہ یوں شیدا نہیں ہوتا
ہوتی نہ اگر کرب و بلا بزم جہاں میں
قربانی کا مفہوم ہویدا نہیں ہوتا

مجلس میں جس کو دولتِ شغلِ بُکا ملی
بیمارِ کربلا سے اُسی کو دوا ملی
جو حامیِ یزیدؔ بنا ہو گیا ہلاک
اُس کو شفا ملی جسے خاکِ شفا ملی

پا کر تجھے علوم کی سرتاج ہوگئی
حاصل اب اُس کے شعبے کو معراج ہو گئی
محتاج تو نہیں رہا تاریخ کا حسینؑ
تاریخ تیرے ذکر کی محتاج ہو گئی

رخ ترا صورتِ خورشید دمکتا ہے حسینؑ
بزم کونین میں تو واحد و یکتا ہے حسینؑ
اس قدر وجہِ تحیّر ہے ترا عزمِ صمیم
جو نبی ہے تجھے حیرت سے وہ تکتا ہے حسینؑ

پوشیدہ حجابوں میں سویرا نہ رہے گا
اطراف میں تاریکی کا ڈیرا نہ رہے گا
مظلوم سے ٹکراتے ہی مٹ جائے گی شاہی
نکلے گا جو سورج، تو اندھیرا نہ رہے گا

خلوصِ عشق کا اظہار برملا کر دے
سپردِ خنجر و تیغ و تیر گلا کر دے
حسینیت کا یہی ہے مطالبہ تجھ سے
جہاں دمشق ملے اس کو کربلا کر دے

منتخب میں نے کیا حق کا شناسا ساقی
ہے میرا مالکِ کوثر کا نواسہ ساقی
کر گیا دین کو سیراب لہو سے اپنے
کس قدر فیض رساں ہے مرا پیاسا ساقی

آئے اس شان سے سر اپنا کٹانے والے
رہ گئے ششدر و حیران زمانے والے
کربلا سے یہی آتی ہے مسلسل آواز
اِس طرح دیں کو بچاتے ہیں بچانے والے

ملتا کہیں سکون نہ حق کی سپاہ کو
پامال کرتا کفر شریعت کی راہ کو
خونِ حسینؑ پاک اِک ایسا حصار ہے
جس نے پناہ دی ہے رسالت پناہ کو

حیران کس لئے نہ ہو عرشِ بریں کا چاند
ہے آسماں کے چاند سے بہتر زمیں کا چاند
یثرب کی سرزمین پہ شکلِ حسینؑ میں
آیا ہے تیسری کو نظر چودھویں کا چاند

مدح جناب عباسؑ

ہزار کرتی اثر پھر بھی بے اثر رہتی
بہ اعتبارِ معانی وہ مختصر رہتی
نہ دیکھ لیتی جو کردارِ حضرتِ عباسؑ
محبت اپنی حقیقت سے بے خبر رہتی

آنکھوں سے لگی اشکوں کے ساون کی جھڑی ہے
اور جوڑے ہوئے ہاتھ بقا ساتھ کھڑی ہے
لاج اس کی رکھی حضرتِ عباسؑ نے جس جا
مدت سے محبت وہاں سجدہ میں پڑی ہے

کل تھے قرارِ قلبِ امامت بنے ہوئے
جانِ اذان و روحِ اقامت بنے ہوئے
اور آج لوحِ عصر پہ عباسِؑ نامدار
تابندہ ہیں وفا کی علامت بنے ہوئے

گرچہ اُس کا حسُن جانِ عالمِ احساس ہے
اور بڑی خوش رنگ شے یہ آسماں کے پاس ہے
پھر بھی اِس قوسِ قزح کے ہم نہیں ہیں معترف
اِس سے بڑھ کر پُرکشش تو جذبۂ عباسؑ ہے

بصد انداز و اَوج و سرفرازی زیب دیتا ہے
برائے اہتمامِ چارہ سازی زیب دیتا ہے
کسی بھی نام کے ہمراہ وہ اچھا نہیں لگتا
فقط عباسؑ ہی کو لفظِ غازی زیب دیتا ہے

بیان شوق کی تفسیر ہو نہیں سکتی
حدیث عشق کی تحریر ہو نہیں سکتی
خلوصِ حضرتِ عباسؑ کی زمانے میں
کسی بھی لفظ سے تعبیر ہو نہیں سکتی

دیکھ آئے کوئی ساری خدائی نہیں ملتا
فرد ایسا پئے جلوہ نمائی نہیں ملتا
اِس کے لئے درکار ہے شبّیر کی تقدیر
ہر فرد کو عباسؑ سا بھائی نہیں ملتا

با صد سلیقۂ ہمہ دانی عطا کیے
موضوعِ نطق و شعلہ بیانی عطا کئے
آفاق مختصر ہیں محبت کے سامنے
غازی نے وہ وسیع معانی عطا کئے

علیؑ کو فخرِ نوحؑ و آدمؑ و الیاسؑ کہتے ہیں
حسنؑ کو تاجدارِ امن سب حسّاس کہتے ہیں
حسینؑ ابن علیؑ ہے نام معراجِ شہادت کا
کمالِ ارتقائے عشق کو عباسؑ کہتے ہیں

صدقِ دل سے سندِ حُسنِ دوامی دی ہے
لکھ کے اک طرح کی تحریرِ غلامی دی ہے
عَلَمِ حضرتِ عباسؑ کو روزِ عاشور
با ادب ہو کے فرشتوں نے سلامی دی ہے

مدحِ امامِ زین العابدینؑ

آلِ نبی کی جس کو محبت نہیں ملی
اُس کو خدا شناسی کی نعمت نہیں ملی
بیمارِ کربلا سے جو مخلص نہ ہو سکا
اُس ذہن کو جہان میں صحت نہیں ملی

---------○---------

ان میں خصوصیات بہت لاکلام ہیں
یہ ہیں بلند مرتبہ عالی مقام ہیں
سجّاد اک تو آلِ نبی دوسرے وصی
پھر تیسرے ولی بھی ہیں، چوتھے امام ہیں

---------○---------

یہ فقط شغلِ عبادت ہی کا دلدادہ ہے
ہر گھڑی سجدۂ معبود پہ آمادہ ہے
صرف سجاد ہے معصوم اک ایسا جس کی
ماں بھی شہزادی ہے اور باپ بھی شہزادہ ہے

---------○---------

درسِ وحدانیتِ ذاتِ خدا دیتا ہے
دولتِ معرفتِ ملکِ بقا دیتا ہے
ایسا معصوم ہے یہ شام کے زنداں کا اسیر
جو جفا سہہ کے بھی تعلیمِ وفا دیتا ہے

---------○---------

بہارِ خلد میں کرتے ہوئے شمول کھلے
مہک اٹھی وہاں خوشبوئے گلِ اصول کھلے
تھے خار ظلم کے، عابد کی رہ گزر میں جہاں
ہر اُس مقام پہ حقانیت کے پھول کھلے

---------○---------

جس کا دل آلِ شہنشاہِ عرب پر آیا
بس وہی چلتا ہوا راہِ ادب پر آیا
روح کو ہو گئی معراجِ عبادت حاصل
نامِ سجادِ حزیں جیسے ہی لب پر آیا

---------○---------

باعثِ افتخارِ امامت بنی
وجہِ تابندگیِ رسالت بنی
صرف سجاد کی ہے وہ ایک شخصیت
جو عبادت گزاروں کی زینت بنی

سر تا بقدم حق کی خلافت نظر آئی
تہذیب و تمدن کی لطافت نظر آئی
سجاد میں دیکھا کرے کچھ بھی نگہِ ظلم
حق کو تو شرافت ہی شرافت نظر آئی

ذرّہ ذرّہ کو وہاں مہر بداماں پایا
موجہِ نورِ دل افروز کو جولاں پایا
گزرے ہیں عابدِ بیمار جہاں سے بھی وہاں
صحتِ فکر کے سورج کو درخشاں پایا

کر کے دیوارِ تشدد کو جو وہ شق آئی
دلربائی کی ادا سوئے رخِ حق آئی
دیکھی جب عابدِ بیمار کی فکری صحت
حق کے مرجھائے ہوئے چہرہ پہ رونق آئی

قبضہ میں اُس کے دہر کی کُل کار گاہ ہے
شہزادہِ رسول ہے شاہوں کا شاہ ہے
زندانِ شام میں نظر آتا ہے جو اسیر
اقلیمِ حرّیت کا وہی سربراہ ہے

مضبوط قصرِ صدق کی بنیاد کر گئے
برباد جو تھا حق اسے آباد کر گئے
کرب و بلا میں سیّدِ سجّادِ ناتواں
خود قید ہو کے دین کو آزاد کر گئے

تعمیر سرفروشی کا ایوان کر گئے
عالم میں عام دولتِ عرفان کر گئے
زندانِ شام کے جو تھے قیدی وہ برملا
حُرّیتِ ضمیر کا اعلان کر گئے

بہرِ اربابِ نظر ذوقِ نظر لائے ہیں
مشعلِ دیں کے لئے خونِ جگر لائے ہیں
جس سے ہو جائے گی سب شام کی ظلمت کافور
ساتھ اپنے نبی زادے وہ سحر لائے ہیں

جہاں میں نائبِ سلطانِ مشرقین بنے
امیرِ لشکرِ شاہنشہِ حسینؑ بنے
حسینؑ جب نہ رہے رزم گاہِ ہستی میں
جنابِ سیدِ سجّاد خود حسینؑ بنے

چل کے وہ محفلِ انوار میں آجاتے ہیں
خطّۂ رفعتِ کردار میں آجاتے ہیں
جن کو درکار ہو افکار کی صحت افسر
سایۂ عابدِ بیمار میں آ جاتے ہیں

رخِ حکمت کو جِلا، روح کو قوت بخشی
صدق کی ڈوبی ہوئی نبض کو طاقت بخشی
یہی کہتا ہے ہر اک مردِ حکیم و دانا
دین کو عابدِ بیمار نے صحت بخشی

بڑھ کر ہر اک قدم پہ نیا وار کر گئی
باطل کے چارہ ساز کو لاچار کر گئی
اک ناتواں مریض کے قدموں کی تھی وہ چاپ
قصرِ یزیدیت کو جو مسمار کر گئی

آزادیِ حیات کا عنواں بنا دیا
سرچشمۂ شریعت و عرفاں بنا دیا
اک ناتواں اسیر نے زندانِ شام کو
تدریسِ حریّت کا دبستاں بنا دیا

رہِ عمل میں، نہ شاہنشہِ حُنین بنے
نہ مصطفیٰؐ نہ حسنؑ اور نہ خود حسینؑ بنے
سوائے سیّدِ سجّاد اور کوئی نہیں
جو عابدینِ زمانہ کی زیب و زین بنے

بھلا کبھی کوئی تنویر گوشہ گیر ہوئی
خجل جہان میں بیداریِ ضمیر ہوئی
کرے گا قید کوئی کیا امامِ دوراں کو
کبھی سنا ہے کوئی روشنی اسیر ہوئی

عالم جو ہو وہ پیرِ جاہل نہیں ہوتا
ظلمت میں اجالا کبھی شامل نہیں ہوتا
عابد کی جو ہے قید وہ اک کارِ عبث ہے
سورج کبھی پابندِ سلاسل نہیں ہوتا

جو اِن کا مخالف تھا وہی صید ہوا ہے
اور حق کو مٹانے سے وہ ناپید ہوا ہے
جاہل ہے سمجھتا ہے جو سجاد کو قیدی
آزادی کا سورج بھی کبھی قید ہوا ہے

کونین میں بے مثل ہیں ساجد عابد
اور صبر کے میداں کے مجاہد عابد
بولی جو زمیں کس کو کہوں زینُ العباد
گردوں سے صدا آئی کہ عابد عابد

مدحِ جنابِ علی اکبرؑ

خود دینے شریعت کو سہارا آئے
دکھلانے معارف کا نظارہ آئے
اکبر نہیں عالم میں یہ، بہرِ اصلاح
پیغمبرِ اسلام دوبارہ آئے

ایمانِ سراپا ہیں تجسیمِ عدالت ہیں
پیکر ہیں تجمل کے تصویرِ جلالت ہیں
شبیر کے ہاتھوں پہ اکبر نہیں یہ افسرؔ
آغوشِ امامت میں سرکارِ رسالت ہیں

حد نہیں جس کی بلندی کی وہ امبر ہوتے
صورتِ راہبرِ مالکِ قنبر ہوتے
کیا بتاؤں علی اکبر کے محاسن افسرؔ
ہوتا ہمراہ صحیفہ تو پیمبر ہوتے

قاتلِ رشکِ بصیرت خود بصارت ہو گئی
دفعتاً تحریر ذو معنی عبارت ہو گئی
حضرتِ شبیر خود حیران ہیں اس بات پر
دیکھا تھا بیٹے کو نانا کی زیارت ہو گئی

حُسین روئے شگفتہ ہے پھول کی صورت
جبیں کشادہ ہے بابِ قبول کی صورت
وہ آ کے چہرِ اکبرؑ کو دیکھ لے افسرؔ
نہ جس نے دیکھی ہو اب تک رسول کی صورت

دونوں ہی گلستانِ ولایت کے پھول ہیں
سر تا بہ پا نظامِ فروع و اُصول ہیں
صورت پہ انحصار اگر فیصلہ کا ہو
عباس ہیں امام تو اکبر رسول ہیں

مدحِ امامِ عصرؑ

حضور کے مثلِ عروس آج خود حیات آئی
خوشی سے کرتی ہوئی رقص، کائنات آئی
جلو میں اپنے لئے دو جہاں کا شہزادہ
سحر کا نور لُٹاتی شبِ برات آئی

نصیب ہو اُسے کس طرح زندگی کی خَیر
ہو کیوں جہاں میں بھلا ایسے آدمی کی خَیر
امامِ عصر سے جس کا نہیں ہے ربط کوئی
ہے ٹھیک گر وہ منائے گھڑی گھڑی کی خَیر

یاد جس فرد کو باطل کا فسانہ ہو گا
بس وہی منکرِ مولائے زمانہ ہو گا
دو جہاں میں کہیں ملنے کا نہیں اس کو قرار
ہاں اگر ہو گا تو دوزخ میں ٹھکانہ ہو گا

جبیں جُھکانے کی عادت ہر آن پڑ جائے
اور اُن کے ماتھے پہ واضح نشان پڑ جائے
جو شخص جان ہے محفل کی گر وہ آئے نظر
تو دوجہان کی محفل میں جان پڑ جائے

جھلک حقیقتِ کبریٰ کی اِس میں پوری ہے
اور اِس پہ دال حدیثِ رسولِ نوری ہے
نبیِ پاک و وجودِ خدا کے بعد ہمدم
امامِ عصر کی بھی معرفت ضروری ہے

کسی گوشہ میں کوئی شخصیتِ چیدہ ہے
اور پنہاں کہیں نورِ دلِ غم دیدہ ہے
جانِ محفل ہے کوئی کہتا ہے محفل کا وجود
پردہ شاہد ہے کہ اِس میں کوئی پوشیدہ ہے

زندگی میری تفاخر سے عبارت ہو جائے
اپنے مقصد سے ہم آغوش بصارت ہو جائے
اے امامِ دوجہاں مرنے سے پہلے مجھ کو
کاش تیرے رُخِ انور کی زیارت ہو جائے

کمالِ عشق کا ہم کو مآل دکھلائیں
ہے جس پہ ماضی بھی شیدا وہ حال دکھلائیں
ہمارے حُسنِ نظر میں نہیں ہے کوئی کمی
ہمیں بھی کاش وہ اپنا جمال دکھلائیں

مئے بقا کے مسلسل وہ جام پیتے ہیں
اور اپنے دامنِ خواہش کے چاک سیتے ہیں
پڑھیں نماز کبھی اقتدا میں مہدیؑ کی
جنابِ عیسیٰ اِسی آرزو میں جیتے ہیں

پھر مجھے چاہے کسی وقت قضا آ جائے
حشر ہو جائے بپا روزِ جزا آ جائے
جانشینِ شہِ ابرار امامِ دو جہاں
آپ آ جائیں تو جینے کا مزہ آ جائے

وہ اختیار بغاوت کا ڈھنگ کرتا ہے
کہ حق کے شیشے پہ بارانِ سنگ کرتا ہے
امامِ عصر سے جو شخص اختلاف کرے
خدا اور اس کے نبی سے وہ جنگ کرتا ہے

بطرزِ حضرتِ شاہِ حجاز پڑھ لیتے
بصد نیاز، بہ قلبِ گداز پڑھ لیتے
وضو کیے ہوئے عیسیٰ کو اک زمانہ ہوا
وہ کاش مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھ لیتے

جاں فدا کرنے کو تیار نظر آتے ہیں
رشکِ یوسف کے خریدار نظر آتے ہیں
جن کو کہتے ہیں سب افراد مسیحائے زماں
الفتِ مہدیؑ کے بیمار نظر آتے ہیں

پیشوائی کے لئے رحمتِ باری آئی
روحِ کونین پئے سجدہ گزاری آئی
جیتے جی کاش میرے کان میں آئے یہ صدا
قائمِ آلِ محمدؐ کی سواری آئی

جہاں محوِ سجود و رکوع ہوتا ہے
شعورِ حق کا زمانہ شروع ہوتا ہے
طویل عرصۂ فرقت کی رات ختم ہوئی
رخِ امام کا سورج طلوع ہوتا ہے

بارگاہِ نائبِ آخر میں سر خم کیجئے
پیرویِ حکمِ سرکارِ دوعالم کیجئے
آپ ہیں بیٹھے ہوئے کس فکر میں اربابِ بزم
مہدیِؑ دوراں کا اٹھ کر خیر مقدم کیجئے

اپنے مے خواروں سے ہونے کو ملاقی آیا
اور پلاتا ہوا سب کو مئے باقی آیا
دونوں عالم پہ کئے سایۂ دامانِ کرم
میرا والی میرا آقا میرا ساقی آیا

لئے ہمراہ کوئی حُسنِ دوام آتا ہے
جو میرا جذبۂ صادق تھا وہ کام آتا ہے
پڑھنی ہے اس کے ہی پیچھے بن مریم کو نماز
جس کا ماموم نبی ہے وہ امام آتا ہے

ہمیشہ کذب کی تقدیر میں رسوائی ہوتی ہے
صداقت کی جہاں میں انجمن آرائی ہوتی ہے
ہزار اس کو بڑھاؤ کذب پھر بھی کذب نکلے گا
گھٹاؤ لاکھ اُسے سچائی پھر سچائی ہوتی ہے

اُس کی جانب ایک بھی محبوب شے مت بھیجئے
ہاں بُری چیزیں بہر عنوان و حالت بھیجئے
اہلِ بیتِ پاک پر تو بھیجئے پیہم دُرود
اور ان کے غیر پر جی بھر کے لعنت بھیجئے

جب تلاطم میں مودۃ کا سفینہ آگیا
اور بھی اس کو سنبھلنے کا قرینہ آگیا
جب نتیجہ کفر کے دوں کا یہ آیا نظر
ہر منافق کو خجالت سے پسینہ آگیا

متفرقات

وہ صدق کی تائید سے عاری نہیں ہوتا
جھوٹ اس کی زباں پر کبھی جاری نہیں ہوتا
کس طرح تجھے مان لوں میں صاحبِ ایماں
مومن تو اندھیروں کا پُجاری نہیں ہوتا

○

جہل کی جانب ہوائے گرم آنی چاہئے
فہم حق کی رد بگام نرم آنی چاہیے
مسندِ صادق کو کاذب کے حوالہ کر دیا
اپنی اس حرکت پہ تم کو شرم آنی چاہئے

○

منکرِ مرتبہ حیدرِ کرّار بھی ہے
لئے سینے میں غمِ الفتِ فرّار بھی ہے
مالکِ خُلد سے رکھتا ہے عداوت دل میں
اور پھر اُس پہ تو جنت کا طلب گار بھی ہے

○

عقیدت کے سفر کا ایک نیا آغاز کرتا ہے
اور اپنی خوبیِ تقدیر پہ وہ ناز کرتا ہے
چلیں جب تیر فتووں کے تو جو ہے عزم کا طائر
وہ پہلے سے زیادہ اَوج پر پرواز کرتا ہے

○

قلتِ عزم کو ہیں دور بھگانے والے
اور سوئے ہوئے جذبہ کو جگانے والے
ایک نئے جوشِ مودۃ کا بنے ہیں باعث
ہم پہ یہ کفر کا الزام لگانے والے

○

خود تنفر کا عطا مجھ کو اجازہ کر دیا
اور تابندہ رخِ ایماں کا غازہ کر دیا
کفر کا فتوئی لگا کر مجھ پہ اہلِ جَور نے
جوشِ ایمانی کو میرے اور تازہ کر دیا

○

زندہ کو باتوں باتوں میں لاشہ بنا دیا
ماشہ کو تولہ تولے کو ماشہ بنا دیا
ہر گام پہ بدل دیا اپنا اصول خود
مذہب کو مسخروں نے تماشہ بنا دیا

بزمِ الٰہیات میں مستی نہ کیجئے
عزت کی جنس اتنی بھی سستی نہ کیجئے
دنیا کے کاروبار میں جائز ہو گر تو ہو
مذہب میں تو مفاد پرستی نہ کیجئے

خالی مئے خلوص کا پیمانہ کیجئے
گر کچھ نہیں تو جراتِ رندانہ کیجئے
دادِ سخن نہ دیجئے فرار کو جناب
کچھ تو خیالِ ہمتِ مردانہ کیجئے۔

اپنی اَنا کی اتنی رعایت نہ کیجئے
بے جان فیصلوں کی حمایت نہ کیجئے
اپنا امام آپ بنا بیٹھے ہیں جناب
مذہب پہ اس قدر بھی عنایت نہ کیجئے

منفرد نعتِ لطفِ اَحدی ملتی ہے
گویا لمحے کے عوض اُس کو صدی ملتی ہے
پیش کرتا ہے جو حق کے لئے نذرانۂ جاں
اُسی انساں کو حیاتِ اَبدی ملتی ہے

ظاہرا حق و صداقت کے موافق ہو گا
باطنی طَور پہ اصنام کا عاشق ہو گا
کَلِمہ پڑھ کے رسولِ عربی کا افسر
کہے مومن کو جو کافر وہ منافق ہو گا

نقائص جس میں ہوں اَرضی وہ آفاقی نہیں ہوتا
کبھی تفویض اُس کو کارِ رزّاقی نہیں ہوتا
ہو جس کے ہاتھ میں کاسہ اسے حاتم نہیں کہتے
جو خود محتاجِ مے نوشی ہو وہ ساقی نہیں ہوتا

زمانے میں کبھی نیکی کی رسوائی نہیں ہوتی
برائی سے کبھی شرمندہ اچھائی نہیں ہوتی
صحیح افکار اپنے آپ کو منوا ہی لیتے ہیں
کبھی سچائی کی عالم میں پسپائی نہیں ہوتی

نبی کی آل سے تو دل میں بیر رکھتا ہے
اور اُس کے ساتھ غمِ عشقِ غیر رکھتا ہے
یہ شر پسندی مسلسل عزیز ہے تجھ کو
پھر اُس پہ حق سے تو امیدِ خیر رکھتا ہے

اگرچہ ظاہرا کچھ خوش مذاق ہوتا ہے
فریب کاری میں لیکن وہ طاق ہوتا ہے
بدلتا رہتا ہے ہر گام پہ خود اپنے اصول
وہ جس کی فکر میں شامل نفاق ہوتا ہے

کرے جو ظلم وہ شاہی تجھے مبارک ہو
نشیبِ پست نگاہی تجھے مبارک ہو
علیؑ کے عشق کی راہِ ثواب سے ہے گریز
تو پھر عذابِ الٰہی تجھے مبارک ہو

لغزش کو کبھی راہ نمائی نہیں کہتے
لب بستگی کو نغمہ سرائی نہیں کہتے
محتاج کو زردار سمجھنا ہے حماقت
سائل کو کبھی حاتمِ طائی نہیں کہتے

خود اپنے دل کو سپردِ خراش کرتا ہے
اور ایک راز جہالت کا فاش کرتا ہے
بغور کیجئے صورت ملاحظہ اِس کی
یہ شخص کانٹوں میں خوشبو تلاش کرتا ہے

○

دولتِ انصاف کو یوں بھی نہ کھونا چاہیے
تخمِ حکمت سرزمینِ دل میں بونا چاہیے
رکھ لی ہوتی اپنی نخ ہی کی کچھ حضرت نے لاج
آدمی کچھ تو شریف النفس ہونا چاہیے

○

خرد کو تابعِ خبط و جنون کرتا ہے
تباہ اپنے ہی دل کا سکون کرتا ہے
فریب کار قیادت کو مانتا ہے درست
فضول اپنی ذہانت کا خون کرتا ہے

○

جب ہے منافقوں سے ملاقات آپ کی
دن کام کا ہے اور نہ کوئی رات آپ کی
کارِ فضول ہے سحر و شام و روز و شب
معلوم ہم کو ہو گئی اوقات آپ کی

○

جو تنہا ہو وہ محوِ بزم آرائی نہیں ہوتا
گدائی کرنے والا حاتمِ طائی نہیں ہوتا
جو ہوں بے علم وہ علمی مسائل حل نہیں کرتے
مریضوں سے کبھی کارِ مسیحائی نہیں ہوتا

○

چہرۂ فکر و نظر کی خوش جمالی دیکھ لی
دعویٔ حقانیت کی بے مثالی دیکھ لی
علم کا دَر چھوڑ کر بیٹھے ہیں بابِ جہل پر
ہم نے حضرت آپ کی روشن خیالی دیکھ لی

○

مخالفینِ شریعت کی پاک بازی ہے
کہ اہلِ مکر و دغا کی کرشمہ سازی ہے
کسی کو غلبے سے لائے کسی کو شورئ سے
خلیفہ سازی ہے یا اقربا نوازی ہے

میرا بصد خلوص یہی التماس ہے
اور پھر یہی اشارۂ ہوش و حواس ہے
اربابِ ظلم و جور سے تو خود کو دور رکھ
انصاف کا ذرا بھی اگر تجھ کو پاس ہے

جستجو دوست کی کرتے نہیں دشمن کی طرح
پیش پھولوں سے تو آتے نہیں آس کی طرح
چھوڑ کر علم کا در نزدِ محمدؐ کیا تو
جائے گا توڑ کے دیوار، نقب زن کی طرح

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ ساظہر حسین
۴] علامہ سید علی نقیؒ
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید انعام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ہما زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا احمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم